تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قیمت فی پرچہ ۲ر

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

الفضل

قادیان

پیشگی ... بیرون ہند

ایڈیٹر: غلام نبی ٭ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۵۸	مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۴ء	یوم جمعہ	مطابق جمادی الاخر ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلِ خدا خیرو عافیت سے ہیں۔ خاندان نبوت میں بھی بہمہ وجوہ خیریت ہے ٭

حضرت میاں بشیر احمد صاحب نہایت اہم تصانیف میں مصروف ہیں۔ اور سلسلہ کے دیگر کام بھی سرانجام دے رہے ہیں ٭

حضرت میاں شریف احمد صاحب صیغہ انسداد ارتداد کی خدمات بجالا رہے ہیں۔

صیغہ دعوت و تبلیغ نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر رہا ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب صدر انجمن احمدیہ کی سکرٹری شپ کے علاوہ مدرسہ ہائی کی مینجری کے فرائض بھی بجالا رہے ہیں۔ اور طلباء کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہیں۔

بلادِ غیر میں تبلیغ

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

سٹوڈیو میں لیکچر

ویسٹرن اینڈ ایسٹرن سٹوڈیو آف لیکچر میں عاجز کا ایک لیکچر سلسلہ احمدیہ پر تھا۔ جو ۷ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ۸ بجے شام اپنے وقت پر شروع ہوا۔ ایک نیک دل مسیحی دوست صدر جلسہ تھے۔ اور ایک گھنٹہ تک عاجز نے سلسلہ احمدیہ کی مخصوص تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہونچایا۔ میری تقریروں کا ان دنوں خاص پہلو صرف یہ ہے:۔

He has come. "آنیوالا آچکا"۔ مغربی دنیا میں مذہبی گروہ کا وظیفہ Coming of ہے۔ The Lord is nigh. "خداوند کی آمد قریب ہے"۔ اور احمدی کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ "خداوند آ گیا ہے"۔ اور اسی پر زور دیا جا رہا ہے۔ مجھے دوستوں نے کہا ہے کہ لیکچر خدا کے فضل سے کامیاب تھا۔ مجھے صرف یہ خوشی ہے کہ میرے جیسے ہر طرح نکمے انسان کو حضرت جری اللہ کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملتا ہے۔ الحمد للہ۔

ہفتہ رواں میں ایک مسیحی جلسہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مقرر ایک پادری صاحب تھے۔ جو پچیس برس ہندوستان رہ چکے ہیں۔ انہوں نے "مہاتما گاندھی" پر تقریر کی۔ اور ان کے عدم تعاون کی خرابیاں بیان کیں لیکچر عمدہ اور مؤثر تھا۔ اور تعصب مسیحی سے بالکل [illegible] تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر پریذیڈنٹ نے صرف چند لفظوں کے سوال کی اجازت دی۔ میں نے اس کے جواب میں صرف یہ پوچھا کہ کیا مقرر صاحب جنہوں نے ترک موالات [illegible] پر تقریر کی ہے۔ اس امر سے

تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
THE ALFAZL QADIAN
قیمت فی پرچہ ۱/

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلِ خدا خیرو عافیت سے ہیں۔ خاندان نبوت میں بھی بہمہ وجوہ خیریت ہے ⁂

حضرت میاں بشیر احمدؐ صاحب نہایت اہم تصانیف میں مصروف ہیں۔ اور سلسلہ کے دیگر کام بھی سرانجام دے رہے ہیں ⁂

حضرت میاں شریف احمدؐ صاحب صیغہ انسداد ارتداد کی خدمات بجالا رہے ہیں۔

صیغہ دعوت و تبلیغ نومسلموں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر رہا ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب صدر انجمن احمدیہ کی سکرٹری شپ کے علاوہ مدرسہ ثانی کی مینجری کے فرائض بھی بجا لا رہے ہیں۔ اور طلباء کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہیں۔

بلادِ غیر میں تبلیغ

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر)

(۱۵)

سٹوڈیو میں لیکچر

ویسٹرن اینڈ ایسٹرن سٹوڈیو آف لیکچر میں عاجز کا ایک لیکچر سلسلہ احمدیہ پر تھا۔ جو ۷ دسمبر ۲۳ء کو ۸ بجے شام اپنے وقت پر شروع ہوا۔ ایک نیک دل مسیحی دوست صدر جلسہ تھے۔ اور ایک گھنٹہ تک عاجز نے سلسلہ احمدیہ کی مخصوص تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہونچایا۔ میری تقریروں کا ان دنوں خاص پہلو صرف یہ ہے:۔

"He has come." "آنیوالا آچکا" مغربی دنیا میں مذہبی گروہ کا وعظ ہے۔ Coming of "The Lord is nigh." "خداوند کی آمد قریب ہے" اور احمدی کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ "خداوند آگیا ہے" اور اسی پر زور دیا جا رہا ہے۔

مجھے دوستوں نے کہا ہے کہ لیکچر خدا کے فضل سے کامیاب تھا۔ مجھے صرف یہ خوشی ہے کہ میرے جیسے ہر طرح نکمے انسان کو حضرت جری اللہ کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملتا ہے۔ الحمد للہ۔

ہفتہ رواں میں ایک مسیحی جلسہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مقرر ایک پادری صاحب تھے۔ جو پچیس برس ہندوستان رہ چکے ہیں۔ انہوں نے "مہاتما گاندھی" پر تقریر کی۔ اور ان کے عدم تعاون کی خرابیاں بیان کیں۔ لیکچر عمدہ اور مؤثر تھا۔ اور تعصب مسیحی سے بالکل تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر پریذیڈنٹ نے صرف چھ لفظوں کے سوال کی اجازت دی۔ میں نے اس کے جواب میں صرف یہ پوچھا کہ کیا مقرر صاحب جنہوں نے ترک موالات پر تقریر کی ہے۔ اس امر سے واقف ہیں کہ قادیان کی

احمدیہ تحریک جو حضرت احمدؐ کو نبی موعود یقین کرتی ہے۔ وہ ایک بڑی Co-operation تحریک ہے؟ اس کے جواب میں مقرر صاحب نے کہا میں سلسلہ احمدیہ سے بہت واقف نہیں۔ لیکن جس قدر میرا علم ہے۔ اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ واقعی ایک Co-operation تحریک ہے۔ اس طرح احمدؐ اور احمدیت کو جس ڈھب سے کوئی سمجھے [illegible] دیا جاتا ہے۔

سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن

ممالک مغربیہ میں جس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاک اور مبارک مشن کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور تمام پاکباز انسانوں کے سامنے اس جرم کا مجرم ہے۔ وہ خواجہ کمال الدین ہے مولوی محمد احسن صاحب نے جب ان کا نام "مسیح الدجال" رکھا تھا۔ اور جب مولوی محمد علی صاحب نے ان کو "بدترین خلق" کہا تھا۔ یہ ہر دو صاحبان حق کہہ رہے تھے۔ مگر اصل نام جو اس شخص کے لئے تجویز ہو سکتا ہے۔ اور جو میں بلا خوف وخطر ایمان و ایقان سے استعمال کر سکتا ہوں۔ وہ "یہودا اسکریوطی" ہے۔

آہ! کفران نعمت! آہ! محبت دنیا! ذرا سے جری اللہ تمام انبیاء کی پوشاک پہننے والے مسیح کو ایک شخص نے ناول کی نقدی کے لئے چھوڑ دیا۔ اور قادیان سے تعلق سے ہی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے اسلامک ریویو میں صاف لکھ دیا ہے:۔

A certain Mirza Ghulam Ahmad.

"ایک غیر معلوم مرزا غلام احمدؐ" افسوس صد افسوس

ضرورت استاد

حلقہ ارتداد میں ایک استاد کی ضرورت ہے۔ جو کہ پانچویں جماعت کو اچھی طرح پڑھا سکے۔ ٹریننگ پاس کو ترجیح دی جائیگی۔ تجربہ کار ہو۔

[illegible] ارتداد۔ قادیان دارالامان

علاقہ ارتداد میں احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششیں

تعلیمی مساعی

الحمدللہ کہ علاقہ ارتداد میں مجاہدین جماعت احمدیہ کی تعلیمی مساعی بھی بار آور ہونی شروع ہو گئی ہیں۔ اور ملکانہ قوم کے بچے خدا کے فضل سے دینیات کی تعلیم سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مبلغ موضع گدھی ضلع ایٹہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں ایک ملکانہ بچے مسمی مشتاق علی ابن تاج خان نے قرآن شریف (ناظرہ) ختم کر لیا ہے۔ اور ۹ جنوری کو اس کے ختم قرآن کی تقریب پر جلسہ آمین منعقد ہوا جس میں تیس کے قریب احمدی اور غیر احمدی احباب شامل ہوئے اس میں موضع لوہاری کے دو ملکانہ طالب علموں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں خوش الحانی کے ساتھ سنائیں۔ اور اس کے علاوہ تین گھنٹہ تک مجاہدین جماعت احمدیہ کی تقریریں ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملکانہ بھائیوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھے استقامت بخشے۔ اور خادمان دین بنائے۔

ساندھن میں آریوں کی ناکامی

مورخہ ۱۵ ماہ حال کو موضع ساندھن ضلع آگرہ میں جو برائے نام شدھی ہوئی۔ اور اس میں جس قدر ندامت اور ناکامی کا سامنا آریوں کو کرنا پڑا۔ اس کی مختصر کیفیت جلدی ارسال ہو گی۔ ہمارے مبلغ ڈاکٹر نور احمد صاحب ساندھن سے تحریر فرماتے ہیں:۔

آریوں کی ذلت اور ناکامی کا حال دیکھ کر جو لوگ اشدھی کی طرف مائل تھے۔ وہ تائب ہو گئے ہیں۔ بلکہ اب تو شدھی کا نام تک نہیں لیتے۔ اور جو دو شخص اشدھ ہوئے تھے۔ وہ بھی اپنے کئے پر نادم ہیں۔ اور پچھتا رہے ہیں۔ کیونکہ کل صبح ہم نے خود ان کے باپ مسمی ہنکھی کو پٹواری کے پاس افسوسناک حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور اپنے کانوں یہ کہتے ہوئے سنا کہ "ہمارا تو

ستیاناس ہو گیا ہے۔ [illegible] بیوہاری کی [illegible] سے باہر تھا بہرحال اس شخص (ہنکھی) کا بھی بت ٹوٹ گیا۔ کہ اس کی ایک بھی خواہش پوری نہ ہوئی۔ اور بالکل ناکام اور نامراد رہا گاؤں کے باشندوں میں خوب جوش اور چرچا ہے۔ اور "جا بجا کہہ رہے ہیں کہ قادیانیوں نے ہمارے گاؤں کی ناک رکھ لی"۔

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ۔

اخبارات سلسلہ کے متعلق تحریک

الحمدللہ کہ میری تحریک سے بڑھ کر سالانہ جلسہ پر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خود تمام حاضرین جلسہ کو اخبارات سلسلہ کے متعلق خاص حکم دیا کہ جماعت میں سے ایک ہزار دوست ایسے نکلیں۔ جو حصہ رسدی نور الحکم اور فاروق اخبارات کو خرید کر ان کو جاری رہنے کے قابل بنا دیں۔ ورنہ میں تمہارے تبلیغ کے چندہ میں سے تین تین سو خریداران کی رقم کاٹ کر اخبار والوں کو دیدوں گا۔ تاکہ وہ بند نہ ہوں۔ جاری شدہ پرچوں کا بند کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ البتہ آئندہ کسی جدید پرچے کی اجازت نہ دوں گا۔ جب تک کہ ضرورت نہ سمجھوں گا۔ لہذا تین تین سو خریدار تینوں اخباروں کو دیکر مضبوط بنا دو۔

اس ارشاد مبارک کے بعد اب کسی مزید تحریک کی ضرورت نہیں رہی سوائے اسکے کہ آپ صاحبان کو میں یاد دلا دوں اور کچھ عرض نہیں کرتا۔ پس میں اپنے معزز احمدی دوستوں کو اپنی تحریک سابقہ کو چھوڑ کر امیرالمومنین ایدہ اللہ کے اس ارشاد مبارک کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے پیارے امام سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم و ارشاد کو اس ماہ رواں کے اندر اندر پورا کر کے مجھے جلد سے جلد اس قابل بنا دیں کہ میں بحضور امیرالمومنین یہ بشارت دے سکوں کہ حضور تینوں اخباروں کو ایک ایک ہزار خریدار جدید مل گئے ہیں جس سے حضور خوش ہو کر آپ کے لئے دعا فرما دینگے۔

احباب خریداران کی اطلاع دفتر تالیف و اشاعت میں بھی بھیجتے رہیں۔ تاکہ مجھے اندازہ معلوم ہوتا رہے کہ کتنے

احمدیہ تحریک - جو حضرت احمدؑ کو نبی موعود " یقین کرتی ہے - وہ ایک بڑی Co-operation. تحریک ہے؟ اس کے جواب میں مقرر صاحب نے کہا میں سلسلہ احمدیہ سے بہت واقف نہیں - لیکن جس قدر میرا علم ہے - اس کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ واقعی ایک Co-operation. تحریک ہے - اسی طرح احمدؑ اور احمدیت کا جس ڈھب سے کوئی سمجھے - ذکر کر دیا جاتا ہے ؛

سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن

ممالک مغربیہ میں اس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاک اور مبارک مشن کو نقصان پہنچایا ہے - اور جو اللہ اور اس کے رسول اور تمام پاکباز انسانوں کے سامنے اس جرم کا مجرم ہے - وہ خواجہ کمال الدین ہے - مولوی محمد احسن صاحب نے جب ان کا نام " مسیح الدجال " رکھا تھا - اور جب مولوی محمد علی صاحب نے ان کو " پولوس ثانی " کہا تھا - یہ ہر دو صاحبان حق کہہ رہے تھے - مگر اصل نام جو اس شخص کے لئے تجویز ہو سکتا ہے - اور جو میں بلاخوف و خطر ایمان و ایقان سے استعمال کر سکتا ہوں - وہ " یہودا اسکریوطی " ہے -

آہ ! کفران نعمت ! آہ ! محبت دنیا ! خدا کے جری اللہ تمام انبیاء کی پوشاک پہننے والے مسیح کو ایک شخص نے انسانوں کی نقدی کے لئے چھوڑ دیا - اور قادیان کے تعلق سے ہی انکار نہیں کیا - بلکہ اپنے اسلامک ریویو میں صاف لکھ دیا ہے :-

A certain Mirza Ghulam Ahmad.

" ایک غیر معلوم مرزا غلام احمدؑ " افسوس صد افسوس

ضرورت استاد

حلقہ ارتداد میں ایک استاد کی ضرورت ہے - جو کہ پانچویں جماعت کو اچھی طرح پڑھا سکے - ٹریننگ پاس کو ترجیح دی جائیگی - یا تجربہ کار کو -

ناظر انسداد ارتداد - قادیان دارالامان

علاقہ ارتداد میں احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششیں

تعلیمی مساعی

الحمد للہ کہ علاقہ ارتداد میں مجاہدین جماعت احمدیہ کی تعلیمی مساعی بھی بار آور ہونی شروع ہو گئی ہیں - اور ملکانہ قوم کے بچے خدا کے فضل سے دینیات کی تعلیم سے مستفیض ہو رہے ہیں - چنانچہ ہمارے مبلغ موضع گڈھی ضلع ایٹہ سے اطلاع دیتے ہیں - کہ وہاں ایک ملکانہ بچے مسمی مشتاق علی ابن تاج خان نے قرآن شریف (ناظرہ) ختم کر لیا ہے - اور ۹ر جنوری کو اس کے ختم قرآن کی تقریب پر جلسہ آمین منعقد ہوا - جس میں بیس کے قریب احمدی اور غیر احمدی احباب شامل ہوئے - اس میں موضع لوہاری کے دو ملکانہ طالب علموں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظمیں خوش الحانی کے ساتھ سنائیں - اور اس کے علاوہ تین گھنٹہ تک مجاہدین جماعت احمدیہ کی تقریریں ہوتی رہیں - اللہ تعالیٰ ہمارے ملکانہ بھائیوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھے استقامت بخشے - اور خادمان دین بنائے ؛

ساندھن میں آریوں کی ناکامی

مورخہ ۱۵ر ماہ حال کو موضع ساندھن ضلع آگرہ میں جو برائے نام شدھی ہوئی - اور اس میں جس قدر ندامت اور ناکامی کا سامنا آریوں کو کرنا پڑا - اس کی مختصر کیفیت جلدی ارسال ہو گی - ہمارے مبلغ ڈاکٹر نور احمد صاحب ساندھن سے تحریر فرماتے ہیں :-

آریوں کی ذلت اور ناکامی کا حال دیکھ کر جو لوگ اشدھی کی طرف مائل تھے - وہ تائب ہو گئے ہیں - بلکہ اب تو شدھی کا نام تک نہیں لیتے - اور جو دو شخص اشدھ ہوئے تھے - وہ بھی اپنے کئے پر نادم ہیں - اور پچھتا رہے ہیں - کیونکہ کل صبح ہم نے خود ان کے باپ مسمی کھمی کو ٹپواری کے پاس افسوسناک حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا - اور اپنے کانوں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ " ہمارا تو ستیاناس ہو گیا ہے " - البتہ پٹواری اُسے تسلی دے رہا تھا بہرحال اس شخص (کھمی) کا بھی بُت ٹوٹ گیا - کہ اس کی ایک بھی خواہش پوری نہ ہوئی - اور بالکل ناکام اور نامراد رہا گاؤں کے باشندوں میں خوب جوش اور چرچا ہے - اور وہ جابجا کہہ رہے ہیں کہ قادیانیوں نے ہمارے گاؤں کی لاج رکھ لی -

خاکسار فرزند علی عفا اللہ عنہ -

اخبارات سلسلہ کے متعلق تحریک

الحمد للہ کہ میری تحریک سے بڑھ کر سالانہ جلسہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خود تمام حاضرین جلسہ کو اخبارات سلسلہ کے متعلق خاص حکم دیا کہ جماعت میں سے ایک ہزار دوست ایسے نکلیں - جو حصہ رسدی نور الحکم اور فاروق اخبارات کو خرید کر ان کو جاری رہنے کے قابل بنا دیں - ورنہ میں تمہارے تبلیغ کے چندہ میں سے تین تین سو خریداران کی رقم کاٹ کر اخبار والوں کو دیدوں گا - تاکہ وہ بند نہ ہوں - جاری شدہ پرچوں کا بند کرنا میں پسند نہیں کرتا - البتہ آئندہ کسی جدید پرچے کے اجراء کی اجازت نہ دوں گا - جب تک کہ ضرورت نہ سمجھوں گا - لہذا تین تین سو خریدار تینوں اخباروں کو دیکر مضبوط بنا دو -

اس ارشاد مبارک کے بعد اب کسی مزید تحریک کی ضرورت نہیں رہی - سوائے اسکے کہ آپ صاحبان کو میں یاد دلا دوں اور کچھ عرض نہیں کرتا - پس میں اپنے معزز احمدی دوستوں کو اپنی تحریک سابقہ کو چھوڑ کر امیر المومنین ایدہ اللہ کے اس ارشاد مبارک کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے پیارے امام سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم و ارشاد کو اس ماہ رواں کے اندر اندر پورا کر کے مجھے جلد سے جلد اس قابل بنا دیں کہ میں حضور امیر المومنین یہ بشارت دے سکوں کہ حضور تینوں اخباروں کو ایک ایک ہزار خریدار جدید مل گئے ہیں - جس سے حضور خوش ہو کر آپ کے لئے دعا فرما دینگے -

احباب خریداران کی اطلاع دفتر تالیف و اشاعت میں بھی بھیجتے رہیں - تاکہ مجھے اندازہ معلوم ہوتا ہے کہ کتنے

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

"سیاست" کی بطالت

"راز و نیاز" کے کرشمے،

نمبر (۲)

حضرت مرزا صاحب کے منکر "مسلمان"

گذشتہ صحبت میں ہم "سیاست" کی بعض باتوں کے متعلق اپنی معروضات پیش کر چکے ہیں۔ اب بقیہ امور کے جواب میں کچھ عرض ہے۔

مسلمانوں کے غور و فکر کے لئے ہم نے علی برادران کی جو روش پیش کی تھی۔ اس کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوئی صورت نہ پا کر "سیاست" نے اپنے ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں ہمارے لئے یہ آرڈر جاری کیا تھا کہ آپ مسلمانوں کو مشورہ دینے کی زحمت گوارا نہ کریں۔ وہ اپنا فکر آپ کر لینگے۔ مگر ہم نے اس ارشاد کی تعمیل نہ کر سکنے کے متعلق یہ عذر پیش کیا۔ کہ "چونکہ مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی بہتری ہمارا اوّلین فرض ہے۔ اسلئے ہم آپ جیسے لوگوں کے کہنے سے اسکو چھوڑ نہیں سکتے"۔

اس کو قبولیت کا شرف نہ بخشتے ہوئے "سیاست" نے جو کچھ لکھا ہے۔ اسکو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ کس طرح ضد اور تعصب انسان کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیتا ہے۔ اور اس کے ہوش و حواس سلب کر لیتا ہے۔ سب سے اوّل "سیاست" یہ معلوم کرنا چاہتا ہے:۔

"خدا معلوم وہ مسلمان جو کبھی بوجہ انکار مرزا صاحب کافر ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی مسلمان۔ کس سرزمین میں رہتے ہیں"۔

مگر اس کے لئے کسی زیادہ تلاش و تجسس کی ضرورت نہیں۔ "سیاست" اگر جان بوجھ کر انجان نہیں بن رہا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ "مسلمان" اسی سرزمین میں رہتے ہیں۔ جس پر بسنے والے سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان کہلانے کی بجائے ہندو بن رہے ہیں۔ جن کے اسلام کا مرثیہ "سیاست" اور دوسرے اخباروں میں آئے دن پڑھا جاتا ہے۔ جن کی اسلام سے ناواقفیت کا رونا ہر روز رویا جاتا ہے۔ اور جن کو اسلامی احکام بتلانے کے لئے غیر مسلموں کے افعال کو بطور مثال اور نمونہ کے پیش کیا جاتا ہے۔ کیا "سیاست" کو اپنے وہ الفاظ بھول گئے۔ جو اس نے اپنے ۷ ار جنوری کے پرچہ میں شائع کئے ہیں۔ اور جو یہ ہیں:۔

"ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ جبکہ مسلمانوں کا ہر فعل اور ہر عمل دُنیا کے لئے ایک درس اور اُسوہ حسنہ ہوا کرتا تھا۔ آج ہماری بدقسمتی اور بداعمالی سے یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ ہمیں مسلمانوں کو یہ بات سمجھانی پڑتی ہے کہ وہ اغیار سے سبق حاصل کریں"۔

پس اگر ایسی حالت اور کیفیت رکھنے والے لوگوں کا نام "سیاست" کے نزدیک "مسلمان" ہی ہے۔ تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ اگر ہم بھی ان کو نام کے لحاظ سے اسی لفظ سے مخاطب کریں۔ جس طرح شخصی طور پر ہر ایک انسان کو اختیار ہے کہ اپنا جو نام پسند کرے۔ رکھ لے۔ اسی طرح قومی اور مذہبی طور پر بھی ہر ایک کو اختیار ہے کہ جو لقب چاہے۔ اختیار کر لے۔ جب یہ بات ہے۔ تو جس طرح ایک دہریہ اور خدا کا منکر اپنا نام عبداللہ رکھ کر لوگوں سے عبداللہ کہلا سکتا ہے یا ایک غریب اور کنگال اپنا نام دولت خان رکھ کر لوگوں سے دولت خاں کہلا سکتا ہے۔ اسی طرح مذہبی طور پر مسلمان کہلانے والوں کو مخاطب کرتے وقت اسی نام سے مخاطب کیا جائیگا۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس پر "سیاست" کو حیرت افزا لاعلمی ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ کیا "سیاست" "حضرت مسیحؑ" کا انکار کرنے والوں کو یہودی نہیں کہتا۔ اور کیا یہودی کے معنے ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ لیکن کیا جسے یہودی کہا جاتا ہے۔ اُسے ہدایت یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ اس کی جو وجہ ہو۔ وہی ہماری طرف سے سمجھ لی جائے۔

"دل سے اقرار" اور "زبان سے اقرار" میں فرق

ہم نے مسلمانوں کو اہم معاملات میں مشورے دینے کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

"وہ وقت آئے گا۔ اور انشاء اللہ ضرور آئیگا۔ جبکہ مسلمانوں کو ہمارے مشوروں کی قدر معلوم ہو گی۔ جیسا کہ ہجرت اور عدم تعاون کے متعلق ہم نے جو مشورے دئے تھے۔ ان کی اب قدر معلوم ہو رہی ہے۔ اور مسلمان دل سے اقرار کر رہے ہیں۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہی سلامتی اور کامیابی کی راہ تھی"۔

اس کے متعلق "سیاست" اپنی سخن فہمی کا ثبوت دیتا ہوا پوچھتا ہے۔ "ایسے مسلمان کس سرزمین میں رہتے ہیں۔ جو مرزا محمود صاحب کے مشوروں کا دل سے اقرار کر رہے ہیں۔ ہم تو زبانی اقرار و اعتراف کے دلدادہ ہیں۔ دل کے اقرار تو ہم نے اس قدر سنے ہیں۔ کہ ان کی نسبت کچھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ الفضل کو یاد ہو گا کہ ان کے پیشوا نے جناب عبداللہ آتھم کے متعلق کیا پیشگوئی اختراع فرمائی تھی۔ اس کو کس طرح تعیین وقت سے موکد کیا گیا تھا کہ فلاں روز اور فلاں مہینے عبداللہ آتھم اس جہان سے دوسرے عالم میں پہنچ جائیگا۔ جب وہ وقت موعودہ آن پہنچا۔ اور عبداللہ آتھم فوت نہ ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب کی صداقت مُردہ ہو گئی۔ تو دھڑلے سے کہدیا گیا کہ اس نے دل میں توبہ کر لی تھی"۔ محمدی بیگم کا معاملہ بھی ظاہر ہے۔ اس کے رشتہ دار بھی دل سے اقرار کر کے تقدیر مبرم سے بچ گئے۔ اسی طرح اب بھی اگر کوئی دل سے مرزا محمود صاحب کے مشوروں کا اقرار کر رہا ہے۔ تو معاف رکھئے۔ ہم اسے تسلیم نہیں کر سکتے"۔

اس ساری بے ہودہ سرائی کی بنیاد جس کا ایک ایک لفظ "سیاست" کی دماغی اختراع ہے۔ ہمارے الفاظ

"دل سے اقرار" پر رکھی گئی ہے۔ حالانکہ معمولی اردو داں بھی سمجھتا اور جانتا ہے۔ کہ دل سے اقرار کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کی حقیقت نہیں ہوتی۔ بلکہ "زبانی اقرار" کے مقابلہ میں "دل سے اقرار" اپنے اندر بہت زیادہ حقیقت اور اصلیت رکھتا ہے۔ اور ہر اردو دان جانتا ہے۔ کہ کسی امر کو دل سے نسبت دینا زبان سے نسبت دینے سے زیادہ صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اسی کو حقیقی سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً جب کسی کو اپنی سچی محبت۔ سچی دوستی اور سچی خیرخواہی کا یقین دلانا ہو۔ تو کہا جاتا ہے۔ میں آپ کے ساتھ "دل سے محبت"۔ "دل سے دوستی" اور "دل سے خیرخواہی" کرتا ہوں۔ اس کے مقابلہ میں جب کسی کو اعتبار نہ ہو۔ تو وہ کہتا ہے۔ آپ صرف "زبان سے محبت"۔ "زبان سے دوستی" اور "زبان سے خیرخواہی" جتاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی محبت۔ دوستی اور خیرخواہی کو حقیقی اور اصلی نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن تعصب اور حسد کا ستیا ناس ہو کہ اس روزمرہ کے محاورہ اور استعمال زبان کے خلاف "سیاست" "دل سے اقرار" کو بے حقیقت قرار دیتا ہوا کہتا ہے۔ "ہم تو زبانی اقرار و اعتراف کے دلدادہ ہیں"۔ اور "آتھم" اور "محمدی بیگم" والی پیشگوئیوں پر لغو اعتراضات کرنے شروع کر دیتا ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ ہمارے "سیاست" جیسے مخالف اعتراض کرنے کے شوق میں معمولی اردو الفاظ کا بھی صحیح مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ اور ہمیں انہیں اردو کا سبق پڑھانا پڑتا ہے ؎

امام جماعت احمدیہ کے مشوروں کا "دل سے اقرار"

قبل اس کے کہ ہم ان پیشگوئیوں کے متعلق کچھ عرض کریں۔ یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ "دل سے اقرار" کرنے کے الفاظ ہم نے جن معنوں میں استعمال کئے ہیں۔ اور جن میں سارے اردو دان استعمال کرتے ہیں۔ وہ صحیح ہیں۔ یا وہ معنی جو "سیاست" نے اپنی خوش فہمی اور اردو دانی کے رو سے اخذ کئے ہیں۔

غالباً "سیاست" بھولا نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان سے مسلمانوں کی ہجرت کی تحریک کس بنا پر شروع کی گئی تھی۔ مسئلہ خلافت کے حل اور جزیرۃ العرب ترکوں کے حوالے کئے جانے کی غرض سے۔ لیکن کیا یہ غرض پوری ہو گئی۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو کیوں اس تحریک کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا گیا۔ کیوں تمام کے تمام مسلمانوں کو سرزمین ہند سے نہ نکال دیا گیا۔ اور کیوں چند ہزار جوشیلے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اس جوش و خروش کے زمانہ میں جبکہ مہاجرین ہند کی سپیشل گاڑیاں روانہ کی جاتی تھیں۔ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہی تھے۔ جنھوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور لکھ کر شائع کر دیا تھا کہ یہ تحریک قطعاً قابل عمل نہیں ہے۔ اور اس کا نتیجہ سوائے بربادی کے اور کچھ نہ ہوگا۔

اس مشورہ کے درست ہونے کا "دل سے اقرار" کرنے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تحریک ہجرت کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا۔ اور اب کوئی اس کا نام بھی نہیں لیتا۔

اسی طرح ترک موالات کی مختلف مدات مثلاً سرکاری عدالتوں کا بائیکاٹ۔ سرکاری سکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ۔ ترک وکالت۔ ترک ملازمت وغیرہ کے لئے جو شور و شر برپا کیا گیا۔ اس سے بھی امام جماعت احمدیہ نے روکا۔ اور اب دیکھ لو کہ بڑے بڑے تارک موالات اور عدم تعاونیوں کا کیا حال ہے کیا وہ عدالتوں میں اپنی برتیت کے لئے کوششیں نہیں کرتے کیا انہوں نے پھر وکالتیں شروع نہیں کر دیں۔ کیا جو گورنمنٹ کی ملازمتوں کو جواب دے بیٹھے تھے۔ وہ ملازمتوں کے لئے سرگرم سعی نہیں ہیں۔ کیا جو سکولوں اور کالجوں کے خلاف تھے۔ وہ دم بخود نہیں ہیں۔ اور سرکاری سکول اور کالج پہلے کی طرح نہیں بھرے ہوئے اگر یہ سب کچھ ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو کون ہے جو دیانتداری کے ساتھ اس بات کا انکار کر سکے کہ عام لوگ تو الگ رہے۔ ترک موالات کے بانیوں اور سرگردہ لیڈروں کو بھی "دل سے اقرار" کرنا پڑا۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہی سلامتی اور کامیابی کی راہ تھی۔

یہ ہے ان مشوروں کے متعلق "دل سے اقرار کرنے کا مطلب۔ کہ جو کچھ تارک موالات اپنی زبانوں سے کہتے تھے۔ اسے انہوں نے چھوڑ دیا۔ اور عملی اور حقیقی طور پر وہی راہ اختیار کی۔ جو امام جماعت احمدیہ نے بتائی تھی۔ سیاست کو اگر یہ "دل سے اقرار" پسند نہیں۔ اور اس کا یہ کہنا درست ہے کہ "ہم تو زبانی اقرار و اعتراف کے دلدادہ ہیں"۔ تو وہ اپنے تارک موالات لیڈروں کے ان زبانی اقراروں کو جو انہوں نے عدم تعاون کی مختلف مدات کے متعلق کئے تھے۔ اور جنھیں وہ نسیاً منسیاً کر چکے ہیں۔ کیوں یاد نہیں دلاتا۔ اور لوگوں کو ان پر عمل کرنے کی تحریک کیوں نہیں کرتا۔ لیڈروں کے اعمال اور ان کے افعال بتا رہے ہیں کہ اپنے زبانی اقراروں کے متعلق وہ سمجھ رہے ہیں۔ وہ ہوا میں اڑ گئے۔ اور اب "دل سے اقرار کر رہے ہیں کہ جو کچھ انھوں نے اپنی زبانوں سے کہا تھا وہ صحیح اور درست نہ تھا۔ درست وہی مشورہ تھا۔ جو امام جماعت احمدیہ نے الکھ دیا۔ اور جس پر اب عمل کیا جا رہا ہے اور یہی اس مشورہ کے صحیح ہونے کا دل سے اقرار ہے ؎

"سیاست" کے پیشگوئیوں پر اعتراض

اس کے بعد ہم آتھم اور محمدی بیگم والی پیشگوئیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ "سیاست" نے کوئی ایسا اعتراض نہیں کیا۔ جس کا بیسیوں دفعہ جواب دیا جا چکا ہو۔ اور جس کے متعلق نہایت مفصل بحثیں موجود نہوں اسلئے ہم اس کے جواب میں اختصار سے کام لیتے۔ "سیاست" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس قسم کے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب ہماری طرف سے اسوقت سے شائع ہو رہے ہیں۔ جبکہ "سیاست" کا نام و نشان بھی صفحہ دنیا پر کوئی نہ جانتا تھا۔ اب "سیاست" سلسلہ کے ناکام و نامراد معترضین کا پس خوردہ کھا کر تیس مار خان نہیں بن سکتا۔ اگر اسے شوق ہے۔ تو کوئی نیا اعتراض پیش کرے اور پھر دیکھے کہ خدا کے فضل و کرم سے کیسی اس کی دھجیاں اڑتی ہیں۔

آتھم کے متعلق پیشگوئی

سیاست نے یہ بالکل غلط اور جھوٹ لکھا ہے کہ آتھم کی پیشگوئی میں وقت اور دن کی تعین کر کے کہا گیا تھا۔ کہ اس دن اس جہاں سے دوسرے عالم میں پہنچ جائے گا۔ اور پھر جب وہ نہ مرا۔ تو کہدیا گیا۔ کہ اس نے دل سے توبہ کر لی تھی" سیاست" ہمیں آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی یاد دلاتا ہے۔ ہمیں تو یاد ہے اور خوب یاد ہے۔ لیکن جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ اس سے ہماری آنکھیں اور کان محض ناآشنا ہیں۔ کیا "سیاست" براہ کرم اپنی اس عبارت کو درست ثابت کرنے کی تکلیف گوارا کرے گا۔ جو اس نے آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے۔ اگر نہیں تو اسے یہ تسلیم کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ کہ یہ اس کی افتراپردازی ہے۔

آتھم کے متعلق جن الفاظ میں پیشگوئی کی گئی تھی وہ حسب ذیل ہیں:۔

"اس (خدا) نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ کہ اس بحث میں دونو فریقوں میں سے جو فریق جھوٹ کو عمداً اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے" (جنگ مقدس)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ ۱۵ ماہ کی میعاد ہاویہ کے عذاب کے لئے بتائی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اگر اس نے اس عرصہ میں حق کی طرف رجوع کر لیا۔ تو پھر عذاب میں التوا ہو جائیگا چونکہ آتھم نے اس عرصہ میں اپنے پہلے طرز عمل میں بالکل تبدیلی پیدا کر لی۔ اور ڈرتا اور خوف کھاتا رہا۔ اسلئے پیشگوئی کی بیان کردہ شرط کے مطابق اس سے عذاب ٹل گیا۔ اس امر کا ثبوت کہ اس نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی اور وہ ڈرتا رہا۔ یہ ہے۔ کہ عیسائیت کی تائید میں پہلے جو تالیفات کرتا رہتا تھا۔ ان سے یکلخت دست بردار ہو گیا۔ اور اس عرصہ میں اس نے ایک لفظ بھی عیسائیت کی حمایت میں نہ لکھا نہ شایع کیا۔ پھر اس نے اخبار "نور افشاں" میں اپنا یہ اقرار چھپوایا کہ میں اثناء ایام پیشگوئی میں ضرور خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ امرت سر میں میرے ڈسنے کے لئے سانپ چھوڑا گیا۔ لدھانہ میں نیزوں والے میرے مارنے کے لئے آئے۔ اور فیروزپور میں میں نے بندوقوں والے دیکھے۔ اور ایک عیسائی اخبار "کشف الحقائق" بمبئی نے یکم اگست ۱۸۹۶ء کے پرچہ میں لکھا تھا۔ کہ مسلمان مخالفین نے ان کے لیعنی آتھم کے مارنے کے لئے وحشیانہ حرکتیں کیں ان کے گھر میں زندہ سانپ چھوڑے گئے۔ ان کو زہر کھلانے کی تجویز کی گئی۔

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے دل پر کس قدر خوف طاری ہوا تھا۔ لیکن جب پیشگوئی کی میعاد گذر گئی۔ تو اس نے شوخی اور شرارت شروع کر دی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے اس کے ساتھ فیصلہ کرنے کا یہ طریق پیش کیا:۔

"میں ان کی پردہ دری کے لئے مباہلہ کے لئے طیار ہوں۔ اگر وہ دروغگوئی اور چالاکی سے باز نہ آئیں۔ تو مباہلہ اس طور پر ہوگا۔ کہ ایک تاریخ مقرر ہو کر ہم فریقین ایک میدان میں حاضر ہوں اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کھڑے ہو کر تین مرتبہ ان الفاظ کا اقرار کریں۔ کہ اس پیشگوئی کے عرصہ میں اسلامی رعب ایک طرفۃ العین کے لئے بھی میرے دل پر نہیں آیا۔ اور میں اسلام اور نبی اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ناحق پر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں۔ اور صداقت کا خیال تک نہیں آیا۔ اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت پر یقین رکھتا رہا۔ اور رکھتا ہوں اور ایسا ہی یقین جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی رکھتے ہیں۔ اور اگر میں نے خلاف واقعہ کہا ہے۔ اور حقیقت کو چھپایا ہے۔ تو اے خدائے قادر مجھ پر ایک برس میں عذاب نازل کر۔ اس دعا پر ہم آمین کہیں گے۔ اور اگر دعا کا ایک سال تک اثر نہ ہوا اور وہ عذاب نازل نہ ہوا۔ جو جھوٹوں پر نازل ہوتا ہے۔ تو ہم ہزار روپیہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کو بطور تاوان کے دینگے" (انوار الاسلام ص۱۰)

اس انعام کو بڑھاتے بڑھاتے آپ نے چار ہزار تک کر دیا۔ لیکن آتھم صاحب قسم کیلئے آمادہ نہ ہوا۔ اور روز بروز شوخی میں بڑھتا گیا۔ اس پر حضور نے یہ اعلان کیا۔ "اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیویں۔ تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے۔ جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے۔ اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالےٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ جس نے حق کا اخفا کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چاہا۔ اور وہ دن نزدیک ہیں۔ دور نہیں یعنی اس کی موت کا دن" (اشتہار انعامی چار ہزار ص۱۱)

اس اعلان کے چند ہی ماہ بعد آتھم اچانک اس جہان سے کوچ کر گیا۔ اس پر بھی جب مخالفین کی تسلی نہ ہوئی۔ تو حضرت مرزا صاحب نے آتھم کی اس افتراپردازی کو ثابت کرنے کے لئے جسے اس نے اپنے خوف اور ڈر کا باعث قرار دیا تھا۔ یہ طریق پیش فرمایا:۔

"اگر اب تک کسی عیسائی کو آتھم کے اس اقرار پر شک ہو۔ تو آسمانی شہادت سے رفع شک کرالیوے آتھم تو پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گیا۔ اب وہ اپنے تئیں اس کا قایم مقام ٹھہرا کر آتھم کے مقدمہ میں قسم کھالیوے۔ اس مضمون سے کہ آتھم پیشگوئی کی عظمت سے نہیں ڈرا۔ بلکہ اسپر یہ چار حملے (ارادہ زہر خورانی اور سانپ چھوڑنا اور لدہانہ اور فیروزپور میں قتل کے حملے) ہوئے تھے۔ اگر یہ قسم کھانے والا بھی ایک سال تک بچ گیا۔ تو دیکھو میں اس وقت اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے ہاتھ سے شائع کر دوں گا۔ کہ میری پیشگوئی غلط نکلی۔ اس قسم کے ساتھ کوئی شرط نہ ہو گی۔

یہ نہایت صاف فیصلہ ہو جائے گا۔ اور جو شخص خدا کے نزدیک باطل پر ہے۔ اس کا بطلان کھل جائے گا۔ اگر عیسائی لوگ سچے دل سے یقین رکھتے ہیں۔ کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ تو اس طریق امتحان سے کونسی چیز ان کو مانع ہے"

(انجام آتھم صفحہ ۱۵۔۱۶)

کوئی عیسائی اس طریق فیصلہ کے لئے تیار نہ ہوا اور یہ پیشگوئی دوسرے طور پر پوری ہو گئی۔ اول آتھم کے ہم و غم کی وجہ سے اس طرح پوری ہوئی کہ موافق الہامی شرط کے اس کی موت میں تاخیر ڈال دی گئی۔ پھر آتھم کی بیباکی اور سخت انکار کی حالت میں اس طرح پوری ہوئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس پر موت نازل کر دی ؂

"سیاست" کو دعوت

اس آخری طریق فیصلہ کو آزمانے کے لئے کوئی عیسائی تو آمادہ نہ ہوا۔ اور اس طرح عیسائیوں نے اپنے عمل سے اس پیشگوئی کی صداقت پر مُہر لگا دی۔ اب اگر "سیاست" میں ہمت اور جرأت ہے۔ تو اسے بھی کھلے الفاظ میں دعوت دی جاتی ہے۔ کہ وہ عیسائیوں کا قائم مقام بن کر کھڑا ہو۔ اور مندرجہ بالا الفاظ میں قسم کھائے۔ پھر اُسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ آتھم کے دل پر اس پیشگوئی نے خوف طاری کیا تھا۔ یا نہیں۔ اور دل میں خوف کھانے کی کچھ حقیقت ہوتی ہے یا نہیں۔ چونکہ گھر میں بیٹھے باتیں بنانا اور اعتراض کرنا بہت آسان ہے۔ اور ہر ایک ایسا شخص اسے اختیار کر سکتا ہے۔ جسے ضد اور تعصب نے اندھا کر دیا ہو۔ لیکن فیصلہ کے لئے سامنے آنا کار ے دارد کا مصداق ہے۔ اس لئے ممکن نہیں۔ کہ "سیاست" اس کے لئے نکلے۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ ان لوگوں کو تحقیق حق سے قطعاً مطلب نہیں ورنہ جب کہ "سیاست" سمجھتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی آتھم کے متعلق پیشگوئی غلط نکلی۔ آتھم کے دل پر اس پیشگوئی سے خوف طاری نہیں ہوا تھا۔ تو کیوں اس یقین پر وہ قسم نہ کھائے۔ "سیاست" میں اگر ذرا بھی حقیقت پسندی کا مادہ باقی ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ قسم کھائے۔ ورنہ ایسے لغو اعتراضات کا کبھی نام نہ لے ؂

محمدی بیگم کی پیشگوئی

دوسری پیشگوئی محمدی بیگم والی ہے۔ جس پر "سیاست" نے اعتراض کیا ہے۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے۔ کہ یہ پیشگوئی محمدی بیگم کے باپ اور خاوند کے متعلق تھی اس کا باپ احمد بیگ پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اور اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جب ایک ہی پیشگوئی دو شخصوں کی موت کی خبر دیوے۔ اور ایک ان میں سے مر جاوے۔ تو دوسرے پر اس موت کا طبعاً و فطرتاً اثر پڑ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے احمد بیگ کے داماد پر اس کا اثر پڑا۔ اور اس طرح اس سے عذاب ٹل گیا۔ کیونکہ وعید کی پیشگوئی ٹل جایا کرتی ہے۔ جیسا کہ حضرت یونس کی قوم سے باوجود میعاد مقرر ہو جانے کے عذاب ٹل گیا۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ یہ شخص ابھی تک زندہ ہے اس سے دریافت کر لیا جاوے۔ کہ اس پر اس پیشگوئی کا کیا اثر ہوا تھا۔ مگر اس بارے میں بھی فیصلہ کی نہایت آسان راہ حضرت مسیح موعود پیش فرما چکے ہیں۔ جو یہ ہے:-

"احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو۔ کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اسکی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں ضرور ہے۔ کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے۔ جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اسکو بیباک کر دیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے۔ تو اٹھو اور اسکو بیباک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ۔ اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو" (انجام آتھم صفحہ ۳۲)

اسی امر کو ہمارے موجودہ امام بایں الفاظ پیش کر چکے ہیں:-

"میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ لوگ مرزا سلطان محمد صاحب کو شوخی پر آمادہ کریں۔ حضرت صاحب کا اعلان موجود ہے۔ اگر وہ شوخی کریگا۔ تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ اگر اسی طرح نہ ہو جس طرح حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ تو پھر بیشک جو چاہیں ہم پر الزام دیں"

اس کے لئے بھی "سیاست" کو کھلی دعوت ہے۔ اگر وہ اپنے دعوٰی میں سچا ہے۔ تو اس طریق پر عمل کر کے دیکھ لے ؂

کیا ہندو نباتات کا استعمال چھوڑ دینگے

اگرچہ ہندوؤں کی مذہبی اور تاریخی کتب سے ظاہر ہے۔ کہ ان کے آباؤ اجداد ہر قسم کا گوشت استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب وہ گوشت کے استعمال کو مذہبی طور پر ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور اسکی بڑی وجہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ اس طرح جیو ہتیا ہوتی ہے۔ اور کسی کی زندگی منقطع کرنا مہا پاپ ہے۔ مگر جدید حالات اور ایجادات دنیا نے ان کے کئی اور عقائد کی جڑیں ہلا دی ہیں وہاں انکی گوشت خوری کے خلاف اس دلیل کو بھی بیکار ثابت کر دیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے۔ کہ یہ کام ایک ہندو کے ہی ہاتھوں سر انجام کو پہنچا ہے۔ چنانچہ ایک بنگالی ہندو سر جگدیش چندر بوس نے ثابت کیا ہے۔ کہ درختوں میں بھی اسی طرح جیو ہے جسطرح انسانوں میں۔ درختوں میں بھی دیگر جانداروں کی طرح احساسات اور جذبات پائے جاتے ہیں۔ انہیں بھی دل کی حرکت جاری ہوتی ہے۔ حال میں ان کی ایک تقریر کا کچھ اقتباس ہندو اخبارات نے شائع کیا ہے۔ جو میڈیسن کالج سوسائٹی میں سر ولیم ہیل وائٹ کی صدارت میں انہوں نے کی۔ اس میں سر بوس نے اپنی نئی ایجادوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا:-

"ایک درخت میں ایک بہت لمبی رگ ہوتی ہے جو درخت کے سارے حصہ میں پھیلی ہوتی ہے۔ یہ رگ دھڑکتی رہتی ہے آپ نے کہا نباتات اور حیوانات میں ایسے اجزا موجود ہیں۔ جو باہم ملتے جلتے ہیں۔ اور ایک ہی طریقہ سے حرکت کرتے رہتے ہیں"

پھر کہا: "بجلی کے آلے سے دھڑکنے کی تعداد کا اندازہ جسقدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

زمانہ حال کے تبلیغی جہاد میں فتحیابی کے سامان

عہد تقریر و تحریر

جماعت کے مقرر اور اہل قلم اصحاب توجہ کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۱۸ر جنوری ۱۹۲۴ء

تلاوت سورہ فاتحہ کے بعد فرمایا:-

ہر کام کے ذرائع اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کرتے ہوئے ایک قانون مقرر کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک کام کے لئے ذرائع تجویز فرمائے ہیں۔ گویا تمام کاموں کی مثال ایک گاؤں یا ایک مکان کی سی ہے۔ کہ جن تک رسائی ان سڑکوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ جو وہاں پہنچنے کے لئے مقرر ہوں۔ جب تک وہاں جانے کا خواہاں ان سڑکوں کو اختیار نہیں کرتا۔ وہاں پہنچ نہیں سکتا۔ بلکہ اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہے *

جسم کی نشوونما انسان کی نشوونما کے خدا نے کچھ قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ مثلاً انسان کے لئے غذا مقرر کی گئی ہے۔ جس سے جسم کو طاقت ملتی ہے۔ اگر انسان چاہتا ہے کہ اس کے جسم کو نشوونما حاصل ہو۔ تو ضروری ہے۔ کہ مناسب غذا استعمال کرے لیکن اگر غذا کی بجائے لاکھ روپیہ کا لباس پہن لے۔ تو اس کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ مگر لاکھ روپیہ کی بجائے دو پیسہ کے چنے چبائے۔ تو بھوک دور ہوجائیگی۔ اسی طرح اگر مقوی سے مقوی اور اعلیٰ سے اعلیٰ غذائیں کھائے۔ اور خیال کرے کہ ان سے اس کا جسم ڈھنپ جائیگا۔ تو یہ غلطی ہوگی۔ ستر ڈھانپنے کے لئے قیمتی اور اعلیٰ غذا کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے صرف ۲ گز یا اس سے بھی کم قیمت کا کپڑا ہو۔ تو اس سے ستر ڈھنپ جائیگا *

روٹی پکانے سے پکیگی اسی طرح عورت روٹی پکاتی ہے اگر وہ روٹی پکانے کی بجائے کوئی اور کام کرتی ہے۔ یا کسی چیز کوئی رقم یا اپنا وقت صرف کرے۔ اور خیال کرے کہ اس کی روٹی پک گئی ہوگی۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اور ایسی غلطی کرنیوالی عورت کوئی نہ ہوگی *

کھیتی کرنے سے ہوگی اسی طرح اگر ایک زمیندار بجائے ہل چلانے کے سارا دن ڈنڈ پیلتا ہے۔ یا ٹوکریاں اٹھا کر اِدھر سے اُدھر پھینکتا رہے۔ اور سمجھ لے کہ مینے اتنی محنت کی ہے۔ اسلئے چاہیئے کہ میرا کھیت تیار ہوجائے۔ اور مجھے اناج مل جائے۔ تو اس کا یہ خیال خام ہوگا۔

کھیت میں دانہ اُگانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے کھیت میں ہل چلایا جائے۔ اور پھر قاعدہ سے بیج ڈالا جائے اور اسمیں مناسب وقت پر پانی دیا جائے تو کھیت تیار ہوگا لیکن اگر پانی کی بجائے اعلیٰ درجہ کی قیمتی شراب کے خم کے خم اس کھیت میں لنڈھا دے تو کبھی اس کا کچھ فائدہ حاصل نہوگا

کام صحیح ذرائع سے ہوتا ہے پس ہر ایک کام کے لئے قدرت نے کچھ ذرائع مقرر فرمائے ہیں۔ جب تک انسان ان قواعد پر عمل پیرا نہ ہو۔ اسوقت تک اس کی کوشش کے نتائج برآمد نہیں ہوسکتے۔ مگر باوجود اسکے لوگ چاہتے ہیں کہ وہ ان ذرائع کو جو کسی کام کے لئے قدرت نے مقرر فرمائے ہیں۔ استعمال کئے بغیر ان کا کام سرانجام پاجائے۔ لیکن ایسے لوگ دیکھ لیں کہ کوئی عورت ایسی نہ ہوگی۔ جو صبح کو اٹھ کر ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جائے۔ اور کہے خدایا میری روٹی پک جائے۔

عورتوں کو ناقصات العقل کہا جاتا ہے۔ یہ ایک پُرحکمت کلمہ ہے۔ اور بڑی صداقت ہے۔ مگر اس کے معنے غلط کئے جاتے ہیں۔ بہرحال عورتوں کو کم عقل کہنے کے باوجود ان میں تو اس قسم کی باتیں نہیں پائی جاتیں۔ مگر مرد جو اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی کام کی صرف خواہش کرنے سے وہ کام ہوجائے حالانکہ یہ جنتیوں کے متعلق آتا ہے۔ لھم ما یشاؤن کہ وہ جو خواہش کرینگے۔ ان کو مل جائیگا یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ وہ خواہش ہی منشاء الٰہی کے ماتحت اس چیز کی کرینگے۔ جو ان کو ملنی ہوگی یہ بات دُنیا کے متعلق نہیں ہے۔ یہاں تو ہر ایک کام کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ چونکہ بسا اوقات لوگوں کی رشتہ داری اور حالات یا عقل کی کمزوری کا نتیجہ بعض آرزوئیں ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ان کے لئے کام کرنے کے متعلق جو ذرائع ہوتے ہیں۔ ان کو غور سے نہ معلوم کرتے ہیں۔ نہ عمل کرسکتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ محض خواہش سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ جب تک صحیح ذرائع کے ساتھ پوری محنت نہ کی جائے۔ اگر خواہش ہو اور محنت بھی ہو مگر صحیح ذرائع کے ماتحت نہ ہو۔ تو کام نہ صرف ناقص رہتا ہے۔ بلکہ اس کا کچھ بھی مفید نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کام کے کرنے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ کہ اول اسکے کرنے کی سچی خواہش ہو۔ جب تک سچی خواہش نہ ہو۔ کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ پھر اگر سچی خواہش تو ہو۔ لیکن اس کے لئے محنت اور کوشش نہ کی جائے۔ تو بھی وہ نہیں ہوسکتا۔ پھر اگر محنت بھی کی جائے۔ لیکن صحیح اور درست ذرائع کے ماتحت نہ کی جائے۔ تو بھی نہیں ہوسکتا۔

اس لئے خواہش اور کوشش کے ساتھ صحیح ذرائع کے ماتحت کوشش ضروری ہے۔ لیکن کئی لوگ ہیں جو ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ اور مجھے ایسے آدمیوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے *

بغیر تدبیر دُعا مثلاً کئی لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ دُعا کیجئے۔ ہمیں خدا مل جائے۔ یا ہمارا فلاں کام ہوجائے۔ مگر اس کے بعد وہ بھول جاتے ہیں کہ ہم نے کیا کہا۔ اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اور وہ خدا کے ملنے اور کام کے انجام پانے کے متعلق کوئی کوشش نہیں کرتے۔

مشہور ہے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک شخص گیا اور درخواست کی۔ میرے لئے دُعا فرمایئے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ بزرگ نے کہا ہم دُعا کرینگے اس کے بعد وہ جس سمت سے آیا تھا۔ اس سے دوسری طرف جانے لگا۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ تم کدھر جاتے ہو

اُس نے جواب دیا کہ مَیں فوج میں ملازم ہوں چھٹی پر آیا تھا۔ اب جاتا ہوں۔ دو سال وہاں رہوں گا۔ انہوں نے فرمایا۔ پھر میری دُعا سے کیا حاصل؟ جبکہ تو وہ طریق اختیار نہیں کرتا۔ جس سے کہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کام ہو جائے۔ مگر وہ کوشش نہیں کرتے۔ ان کی مثال اس عورت کی سی ہے جو روٹی تو پکائے نہیں۔ مگر خواہش کرے کہ پھلکے پک جائیں۔ لیکن مَیں نے بتایا ہے۔ عورتوں میں ایسا خیال اور ایسی خواہش کرنے والی کوئی عورت نہیں ہوتی۔ مگر تم مرد کہلانے والوں میں کئی ایسے ہیں۔ جو خواہش کرتے ہیں۔ مگر کوشش اور صحیح ذرائع کے ماتحت کوشش نہیں کرتے۔

اشاعت اسلام کی خواہش

آج میں جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کی خواہش ہے کہ اسلام تمام دُنیا میں پھیل جائے۔ یہ ان کی خواہش سچی ہوتی ہے۔ جس وقت وہ اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ اس وقت ان کی آنکھوں میں ایک صداقت کی چمک ہوتی ہے۔ اور ان کے چہرے پر صداقت کے آثار ہوتے ہیں۔ ان کی آواز۔ ان کے ہونٹ غرض ان کے چہرہ کی حالت بتاتی ہے کہ یہ بات ان کے دل سے نکل رہی ہے۔ جب مَیں ان کی یہ حالت دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی یہ خواہش سچی ہے۔ لیکن اس خواہش کے ساتھ جب میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ کوشش نہیں۔ تو پھر حیران ہوتا ہوں۔ کہ ان کی یہ خواہش کیسے پوری ہو سکتی ہے۔ ساری دُنیا کو اسلام قبول کرانے کا کتنا بڑا کام ہے۔ یہ ساری دُنیا سے جنگ ہے۔ اور جب کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک ایک ملک کے فتح کرنے کے لئے کتنی طاقت اور قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس کے لئے کسی قدر کوشش اور محنت کی ضرورت ہے۔

ٹرانسوال کی جنگ

ٹرانسوال کتنی چھوٹی سی ریاست ہے۔ اسکے مقابلہ میں انگریزوں جیسی بڑی طاقت تھی۔ مگر ٹرانسوال والے نہیں چاہتے تھے کہ ان کے ماتحت رہیں۔ اسلئے وہ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس چھوٹی سی ریاست کو زیر کرنے کے لئے انگریزوں کو چار سال تک جنگ کرنی پڑی۔ بڑی بڑی قربانیاں کی گئیں۔ اور اس عرصہ میں فوج پر فوج گئی اور جرنیل پر جرنیل بدلا گیا۔ تب کہیں جا کر انگریزوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اور وہ فتح بھی ایسی کہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ان لوگوں کو آزاد کرنا پڑا۔ یہ انگریزوں کا ان پر احسان نہ تھا کہ انھوں نے آزادی دیدی۔ اگر وہ اتنے ہی آزادی دینے کے خواہاں ہوتے تو ہندوستان کو کیوں آزاد نہیں کر دیتے۔ ٹرانسوال کو آزادی دینے کے یہ معنے تھے۔ کہ وہ ایسا نوالہ تھا۔ جو ان کے گلے سے نیچے نہیں اُتر سکتا تھا۔ پس وہ احسان یا رحم دلی نہ تھی۔ بلکہ وہ نتیجہ تھا ناممکن کام پر ہاتھ ڈالنے کا۔ کیونکہ جب کوئی قوم کسی کے ماتحت رہنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس کو کوئی طاقت اپنے ماتحت نہیں رکھ سکتی۔ یہ ایک چھوٹی سی قوم کے مقابلہ کا حال ہے۔

ہم اور ہمارے مخالفین

لیکن ہمارا جن سے مقابلہ ہے وہ تم سے کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں ہٹنا چاہتے۔ اور تم ان کے مقابلہ میں مٹھی بھر ہو۔ پھر وہ ایسے نہیں جو یونہی میدان سے ہٹ جائیں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ عیسائی یونہی تمہاری باتیں مان لینگے۔ وہ چپہ چپہ نہیں۔ چاول چاول بھر زمین پر تم سے مقابلہ کرینگے۔ وہ اپنے جھوٹے عقاید کو یونہی نہیں چھوڑ دینگے۔ وہ ان کے لئے جنگ کرینگے۔ اور اسوقت تک کرینگے۔ جب تک کہ ان کی مذہبی جنگ کی طاقت نہ ٹوٹ جائیگی۔ پس عقاید کا بدلنا کوئی آسان کام نہیں۔ اور یہ عیسائیوں ہی پر موقوف نہیں یہی حال دیگر مذاہب کے لوگوں کا ہو گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ ہندو خوشی سے تمہارے ہم عقیدہ ہو جائینگے۔ اور اپنے آپ کو اس لئے تمہارے سپرد کر دینگے۔ کہ ہمیں اسلام سکھاؤ۔ وہ اپنے عقیدوں کی حفاظت کے لئے اپنا آخری پیسہ اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک گرا دینگے۔ تب وہ مسلمان ہونگے اور یہی حال سکھوں کا جینیوں کا اور جاپانیوں کا ہو گا۔ تمہارے پاس خود بخود کوئی قوم نہیں آئیگی۔ جو کہے کہ ہمیں مسلمان بنا لو۔ ہر ایک سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔

کوشش کے بعد خدا کی مدد ملتی ہے

لیکن اگر تم اس کے لئے کوشش نہیں کرتے۔ اور وہ ذرائع اختیار نہیں کرتے۔ جو اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے مقرر ہیں تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ دُعا ہی سے یہ کام ہو جائیگا۔ حالانکہ دُعا کوشش کے بعد ہوتی ہے پہلے خدا تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ جو تمہارے پاس تھا وہ خدا کیلئے نکال دیا ہے یا نہیں۔ خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد جس قدر سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ مہیا کر دیتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان کو کچھ دیتا ہے۔ جو پہلے جو کچھ ان کے پاس ہو۔ اس کو خرچ کر دیتے ہیں۔ دیکھو خدا کھیتوں میں بیج ڈالے بغیر غلہ پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ اسی زمیندار کے کھیت میں غلہ پیدا کرتا ہے۔ جو پہلے اپنے گھر کا غلہ نکالکر زمین میں بکھیر دیتا ہے۔ کیا اگر کوئی کہے کہ زمین میں غلہ بکھیرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا نے جتنا غلہ پیدا کرنا ہے۔ اسمیں سے اتنا کم پیدا کر دے۔ جتنا بیج کے لئے ڈالا جاتا تھا۔ اور باقی کا دیدے تو کیا اس کی یہ بات مانی جائیگی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ پہلے خرچ کراتا ہے۔ اور پھر اس سے کئی گنا زیادہ واپس کر دیتا ہے یوں تو ایک ایک دانہ جو زمیندار ڈالتا ہے۔ اس کے بدلے سو سو بلکہ اس سے بھی زیادہ دانے دیتا ہے لیکن اگر کوئی دانہ ہی نہ ڈالے تو اسکو سو کی بجائے ایک بھی نہیں دیگا۔ پس خدا تعالیٰ کمی کو پورا کیا کرتا ہے۔ مگر پہلے ان چیزوں کو نکلوا لیتا ہے جو انسان کے پاس ہوتی ہیں۔

دُعا کے اثر کا ظہور

مَیں اس بات کو مانتا ہوں اور سب سے زیادہ مانتا ہوں کہ دعا سے کام ہوتا ہے لیکن قبولیت دعا کیلئے یہ ضروری ہے کہ خود انسان پہلے محنت کرے اسکے بعد دعا کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی کمی کو پورا کر دیا جاتا ہے جب تک یہ نہ ہو کوئی کام

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

ہم چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیل جائے۔ اور صداقت پر لوگ جمع ہو جائیں لیکن اگر اس لڑائی کے لئے جن ہتھیاروں کی ضرورت ہے ہم انکو مہیا نہ کریں۔ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں بہر حال ہمیں وہ ہتھیار اور سامان مہیا کرنے چاہئیں۔ خواہ وہ دشمن کے مقابلہ میں کتنے ہی تھوڑے کیوں نہوں۔ اور اپنی ساری قوت اور طاقت اس کیلئے صرف کر دینی چاہیئے۔ جب ہم ایسا کرینگے تو خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے لئے نازل ہوگی۔ اور ہم ہر میدان میں فتحیاب ہونگے

روس کا حملہ بخارا پر

مجھے ایک واقعہ یاد کر کے حیرت کے ساتھ ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے۔ جب روس نے بخارا پر فوج کشی کی، تو امیر بخارا نے علماء و عمائدین کو جمع کیا۔ اور پوچھا اس وقت کیا کرنا چاہیئے۔ روس کی طرف سے یہ یہ شرائط پیش کی گئی ہیں۔ اور یہ مفید ہیں۔ ان سے صلح کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ روسیوں کی تعداد زیادہ اور ان کے پاس سامان جنگ بہت ہے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ علماء نے جو آج کل کے مولویوں ہی کی طرح کے ہونگے۔ اس کی مخالفت کی۔ اور مقابلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ صلح کا پیغام مسترد کر دیا گیا۔ اور تیاریاں شروع ہو گئیں۔ علماء اور ان کے توابع جمع ہو گئے۔ تلواریں اور نیزے اور بھالے اٹھائے۔ اور قرآن کریم کی آیتوں کو بطور منتر پڑھتے ہوئے روسیوں کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلے۔ مگر جب ان کے جواب میں روسی فوج نے گولہ باری شروع کی۔ تو علماء سحر سحر۔ جادو ہے۔ جادو ہے کہتے ہوئے پیچھے کو بھاگے۔ اس کے بعد روس نے بخارا کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ جو فتح یاب دشمن کیا کرتا ہے۔ یہ کس بات کا نتیجہ تھا۔ اسی کا کہ انہوں نے جنگ کا سامان مہیا کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔

موجودہ زمانہ کے جہاد کے لئے تیاری

اسی طرح آج بھی اگر کوئی نادان یہ سمجھے۔ کہ یونہی کام ہو جائے گا۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اس زمانہ کو خدا نے اشاعت ہدایت کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اور یہ زمانہ دلائل کا زمانہ ہے۔ تلوار کا نہیں۔ آج جو جہاد ہوتا ہے۔ وہ تقریر اور تحریر سے کیا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو شخص تلوار چلانا نہیں سیکھتا تھا۔ وہ قومی مجرم تھا۔ کیونکہ وہ زمانہ تلوار سے جہاد کرنے کا تھا۔ اور آج جو شخص تقریر اور تحریر میں مشق بہم نہیں پہنچاتا۔ وہ بھی مجرم ہے۔ آج جو شخص اپنی زبان اور اپنے قلم کو تیز نہیں کرتا وہ اس زمانہ کی جنگ کے لئے گویا نہ تلوار کو تیز کرتا ہے نہ اس کو استعمال کرنا سیکھتا ہے۔ اس لئے اگر اس کے دل میں اشاعت اسلام کی خواہش اور تمنا ہے۔ تو یہ سچی تمنا نہیں۔ بلکہ جھوٹی ہے۔ کیونکہ جو شخص دشمن پر فتح پانے کے لئے جاتا ہے۔ وہ نہتا نہیں جایا کرتا۔ بلکہ جس قدر اس سے ممکن ہوتا ہے۔ لڑائی کا سامان لے کر جاتا ہے۔ اسی طرح اس جنگ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ جو اس میں کامیابی حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ وہ ان سامانوں کو مہیا کرے۔ جو اس میں فتح پانے کے لئے ضروری ہیں۔ اور اس کے بعد خدا کی نصرت کا امیدوار رہے۔

قرآن کریم میں مقابلہ کے لئے تیاری نہ کرنے والوں کو منافق قرار دیا گیا ہے۔ کہ ولو ارادوا الخروج لاعدوا له عدة (پارہ ۱۰ رکوع ۱۳) اگر ارادہ کرتے مخالف کے مقابلہ میں نکلنے کا تو یقیناً اس کے لئے پہلے سے کچھ سامان بھی تیار کرتے۔ چونکہ وہ تیاری نہیں کرتے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ ان کا ارادہ ہی نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ وہ صرف ان کی زبانی باتیں ہوتی ہیں۔ جو قوم پہلے سے تیار نہیں ہوتی۔ وہ وقت پر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ یہ زمانہ دلائل اور براہین سے اشاعت اسلام کرنے کا ہے۔ اس لئے اگر ہماری جماعت تقریر کرنے اور لکھنے کی مشق نہیں کرتی۔ تو پھر وہ اشاعت اسلام کے میدان میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

تقریر و تحریر میں سستی

مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ گو میں نے بار بار مختلف اوقات میں ادھر توجہ دلائی ہے۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ جماعت کے احباب چندہ دینے میں چست ہیں۔ گو کئی لوگ چندے میں بھی سستی کرتے ہیں۔ مگر عموماً چندہ دہندہ سست نہیں لیکن میں دیکھتا ہوں۔ جماعت کی اس طرف توجہ کم ہے۔ کہ جو قلم چلانا جانتے ہیں یا چلا سکتے ہیں۔ وہ قلم سے کام لیں یا جو تقریر کر سکتے ہیں یا تقریر کرنا سیکھ سکتے ہیں۔ وہ زبان سے کام لیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ وہ عالم جو موقع پر حق نہ کہے۔ شیطان اخرس یعنی گونگا شیطان ہے۔ اول تو شیطان ہی کیا کم تھا۔ اخرس فرما کر بتایا۔ کہ وہ شیطانوں میں سے بھی ذلیل درجہ کا شیطان ہے کیونکہ شیطان اپنی شیطانی باتیں تو پھیلاتا ہے۔ مگر وہ حق بیان کرنے کی بھی جرأت نہیں کرتا۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا زجر ہو سکتی ہے۔ جو ایسے لوگوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ جو حق کو بیان کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے خاموش رہیں۔ مگر بہت ہیں۔ جو حق کے کہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور نہ حق کو بیان کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

زبان اور قلم سے کام لو

میں احباب کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اس سستی کو چھوڑیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک شخص کو زبان دی ہے اس سے وہ حق پھیلانے کا کام لے۔ اور جو لکھنا جانتے ہیں۔ وہ زبان اور قلم سے کام لیں۔ جنکو قلم سے کام لینا نہیں آتا۔ وہ سیکھ سکتے ہیں۔ وہ کونسا کام ہے۔ جو کوشش کے بعد نہیں آ سکتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ جو قلم سے کام لے سکتے ہیں۔ وہ بھی نہیں لیتے۔

میں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی۔ اور اب بھی توجہ دلاتا ہوں۔ گو پہلی دفعہ کا تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ مگر اب کے امید رکھتا ہوں۔ کہ میرا کہنا رائگاں نہ جائیگا۔ اور ہماری جماعت کے اہل قلم اس طرف توجہ کریں گے۔ میں سلسلہ کے اخبارات باقاعدہ پڑھتا ہوں۔ اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ اتنی بڑی جماعت کے جو اخبار اور رسالے نکلتے ہیں۔ ان میں مضامین لکھنے والے صرف چند ہوتے ہیں۔ باقی لوگوں نے مضامین لکھنا صرف ایڈیٹروں کا فرض سمجھ رکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس سے آزاد سمجھتے ہیں۔ یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے۔ میں اپنی جماعت کے علماء کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اور ہماری جماعت کے علماء قادیان ہی میں نہیں باہر بھی ہیں۔ قادیان والے بھی تحریر میں سست ہیں۔ انہیں

خصوصیت سے سستی کو دور کرنا چاہیئے۔ پھر علماء سے مراد ظاہری علوم رکھنے والے ہی نہیں۔ بلکہ وہ بھی ہیں۔ جو دینی علماء ہیں۔ اور خشیۃ اللہ رکھتے ہیں۔

بولنے اور لکھنے والوں کی کمی نہیں

میں ان سب کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ وہ خاموشی کی عادت چھوڑ دیں اور قلم سے کام لینے کی مشق کریں۔ ہماری جماعت کے ایسے لوگ جو دین کی اشاعت کا جوش رکھتے ہیں۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ لاہور۔ امرتسر۔ سیالکوٹ۔ راولپنڈی۔ لدھیانہ۔ پٹیالہ۔ شملہ۔ دہلی۔ انبالہ۔ غرض کہ ہر جگہ موجود ہیں۔ کوئی ضلع ایسا نہیں جہاں ہماری جماعت کے پڑھے لکھے احباب نہ ہوں عربی دان بھی ہیں۔ اور اگر عربی دان نہ بھی ہوں۔ تو فارسی اردو۔ انگریزی زبانیں جاننے والے ہیں ان زبانوں کے ذریعہ وہ خدمت دین کر سکتے ہیں۔ مگر ان کو اس طرف توجہ نہیں۔ اب یا تو اخباروں میں ایڈیٹر مضمون لکھتے ہیں۔ یا وہ چند طالب علم جو اپنا قلم صاف کر رہے اور مشق کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کو مضمون لکھنے کی مشق ہے۔ یا تھوڑی مشق سے اچھے لکھنے اور بولنے والے ہو سکتے ہیں۔ خاموش ہیں۔

ہر مضمون چھپنے کے قابل نہیں ہوتا

میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ بولنے اور لکھنے کی طرف توجہ کرو۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ ہر شخص جو کچھ لکھے وہ ضرور چھپ جائے۔ کئی لوگ میرے پاس شکایت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے مضمون بھیجا تھا۔ مگر ایڈیٹر نے درج نہیں کیا میں کہتا ہوں۔ ایڈیٹر اسی لئے رکھا جاتا ہے۔ کہ مضمون کو درج کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے۔ اور دیکھے۔ کہ کونسا مضمون درج ہونے کے قابل ہے اور کونسا نہیں۔ یہ اس کا فرض ہے۔ ایسے کرنے دو۔ اور اس کی جگہ نہ چھینو۔ اگر ایسا ہو۔ کہ جو کچھ کوئی لکھے۔ وہ ضرور چھپ جائے۔ تو پھر ایڈیٹر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک پوسٹ بکس لگا دیا جاتا۔ جو کچھ کوئی اس میں ڈالتا۔ وہ کاتب نکال کر لکھ دیتا۔ اور اس طرح اخبار تیار ہو کر شائع ہو جاتا۔

پس ضروری نہیں کہ ہر ایک مضمون جو لکھا جائے وہ ضرور اخبار میں درج ہو جائے۔ ایڈیٹر جس کو مناسب سمجھے گا۔ شائع کریگا۔ لیکن ہر ایک کو چاہیئے مضمون نویسی کی مشق ضرور کرے۔ اور کوشش کرے کہ اس کا مضمون اخبار میں درج ہونے کے قابل ہو۔ جب وہ اس قابل ہوگا۔ تو ایڈیٹر کیوں نہ درج کریگا

مضمون نویسی کی مشق کا طریق

لیکن مشق کے لئے مضمون کا اخبار میں چھپنا ضروری نہیں بلکہ تم اپنے احباب اور دوستوں کو خطوط لکھکر لکھنے کی مشق کرو۔ ایڈیٹر اگر تمہارے مضمون کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا ہے۔ تو تمہارے دوست ایسا نہیں کرینگے۔ بلکہ وہ شوق سے تمہارے مضامین کو پڑھیں گے۔ لیکن میں کہتا ہوں سب ایسے نہیں۔ کہ ان کے مضامین ناقابل اندراج ہوں بلکہ ہماری جماعت میں سینکڑوں مضمون نویس ہونگے یا ہو سکتے ہیں۔ کہ جن کے مضامین کو فخر سے ایڈیٹر اپنے اخبار یا رسالہ میں درج کرینگے۔

مجالس میں تبلیغ

اسی طرح لیکچروں کے متعلق بولنے کی مشق کی جائے۔ علاوہ لیکچر کے ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ مجالس میں بیٹھکر مذہبی گفتگو کی جائے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ وہ لوگ جو اسی طرح مجالس میں باتوں باتوں میں دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ وہ بجائے مذہبی باتوں کے عام دنیوی امور کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اگر مجالس میں تبلیغ کرنے کی کوشش کریں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ پس میں جماعت کے تمام اصحاب کو کہتا ہوں۔ کہ جو بول سکتے ہیں وہ بولنے اور جو لکھ سکتے ہیں۔ وہ لکھنے کی طرف زیادہ توجہ کر کے دین کی خدمت میں مشغول ہوں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ آج کی نصیحت کارگر ہوگی۔ ہماری جماعت کو تحریر اور تقریر کے میدان میں ترقی کرنے کی نہایت ضرورت ہے۔ ہر ایک احمدی کو قلم اور زبان چلانے کی مشق کرنی چاہیئے جو شخص مشق کر کے زبان اور قلم سے دین کی خدمت میں کام لے گا۔ وہ فتح کو قریب لائے گا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ مفید سامان اشاعت سے کام لے۔ تاکہ خدا کی عظمت و جلال ظاہر ہو۔ اور دین حق کی صداقت روشن ہو۔ اور باطل پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے۔ اللّٰھم آمین۔

صدر انجمن احمدیہ سے زمین خریدنیوالے توجہ کریں:

وہ تمام احباب جنہوں نے ۱۹۰۸ء کے بعد صدر انجمن احمدیہ سے زمین خریدی ہے۔ اور جس کا مقام وقوع بورڈنگ ہائی سکول سے لے کر مولوی شیر علی صاحب کے مکان تک ہے۔ وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے نام۔ رقبہ زمین زر داخلہ دفتر محاسب سے اطلاع دیں۔ جن صاحبان نے مکان بنائے ہیں وہ مستثنیٰ ہیں۔ باقی سب دوست سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ایک تحریر پندرہ روز کے اندر اندر ارسال کر دیں۔ کہ ہم نے اتنا رقبہ زمین خریدا ہے۔ اور اتنے روپے فلاں تاریخ و سنہ کو داخل خزانہ کرا دیئے تھے۔ اور اس کا مقام وقوع و حدود اربعہ یہ ہے۔ اگر کوئی نشان نہیں ملا۔ تو بھی لکھ بھیجیں۔ ایسا ہی اگر تاریخ ادخال زر یاد نہ ہو تو بھی۔ پندرہ روز کے اندر اندر (بیرون ہند کے لئے ڈیڑھ ماہ مدت مقرر ہے) اطلاع نہ دینے والوں کو اگر اطلاع نہ کرنے کے سبب بعد میں کچھ مشکلات پیش آویں۔ تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

رسالہ شمس الاسلام

دکن سے ایک صاحب ہندوستان کی مشہور لائبریریوں کی ایک فہرست بھیج کر درخواست کرتے ہیں۔ کہ رسالہ مسلم سن

نیورالیستھین

سو دواؤں کی ایک دوا

ہندوستان میں اسکی فوری مقبولیت

تار کے ذریعہ سے چھ درجن بوتل طلب کیگئی ہیں

آپ نیورالیستھین موتیوں کی نسبت یورپ کے مشہور ڈاکٹروں کی رائے اس اخبار کے کالموں میں پڑھ چکے ہیں۔ ہم ذیل میں چند ثبوت ہندوستان میں اس کی قبولیت کے متعلق دیتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

مکرمی منیجر صاحب

دی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کی جرمن کی نئی ایجاد شدہ دوائی نیورالیستھین استعمال کی جس سے میری اعصابی کمزوری کو بہت فائدہ ہوا۔ انفلوانزا کے بخار کے بعد میرے جسم میں بعض اوقات تشنج کی سی حالت پیدا ہو جاتی تھی جو اب بفضلہ تعالیٰ ہٹ گئی ہے۔ نیز انفلوانزا کے بعد میرا بندوق کا نشانہ خراب ہو گیا تھا۔ اور فائر کرتے وقت ایک قسم کی جھجک معلوم ہوتی تھی وہ اسکے استعمال کے بعد سے بالکل دور ہو گئی۔ اسکے علاوہ میں نے اپنی قوت حافظہ کیلئے بھی بہت مفید پایا ہے۔ تین عدد بوتلیں اور ارسال فرمائیں۔

ایک انگریزی فرم آرچے سٹیونز شہر منٹاے صوبہ بہار سے بذریعہ تار اطلاع دیتی ہے کہ "مہربانی کر کے چھ درجن بوتلیں نیورالیستھین موتیوں کی بذریعہ پارسل ڈاک جلد ارسال فرمائیں" یہ فرم ایک ہفتہ ہوا دو درجن بوتلیں لے چکی ہے۔ اسکے علاوہ اور بہت سے ثبوت نیورالیستھین موتیوں کی قبولیت کے مل رہے ہیں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔

نیورالیستھین کن بیماریوں میں مفید ہے؟

تمام قسم کی اعصابی کمزوریوں میں خون کی کمی دماغ کی کمزوری۔ حافظہ کا ضعف مخصوص طاقتوں کا نقص پرانی کھانسی بیخوابی۔ مایوسی۔ غمگینی۔ سستی کام کرنے سے تھکان ہو جانا۔ کام کو جی نہ چاہنا۔ عورتوں کی دودھ کی خرابی بچے جو کمزور اور بیمار رہتے ہیں۔ ذیابیطس۔ سل کے ابتدائی درجے۔ جسم کی لاغری قوت فیصلہ کی کمی دل کی دھڑکن۔ اختناق الرحم جن لوگوں کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ ان کو یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے دودھ پلانے والی ماں اگر اس کو استعمال کرے تو بچہ ذکی اور عقلمند ہوگا۔ کمزور بچوں کی ہڈیوں کی مضبوطی اور عقل کی تیزی کیلئے ضرور استعمال کرانی چاہیئے۔ ہر قسم کے اعصابی بیمار قبل از وقت بڑھاپے کے آثار محسوس کرنے والے لوگوں کیلئے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ طبیعت میں بشاشت پیدا کرتی ہے۔ دائمی نزلہ کو مفید ہے۔

قیمت صرف ایک بوتل للعہ تین بوتل عہ ایک درجن للعہ

ملنے کا پتہ

دی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

تجرید بخاری

مع اصل عربی و ترجمہ اردو

مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی سنہ ۹۰۰ھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح الصحیح احادیث کا یہ نایاب گنجینہ نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ خوشخط واضح چھپ کر تیار ہے۔ مقدمہ میں امام بخاری اور عام راویان تجرید کے جستہ جستہ حالات۔ تمام احادیث تجرید کے عنوان قائم کر کے انکی فہرست اس طرح دی گئی ہے۔ کہ ہر ایک شخص ہر مطلب کی احادیث آسانی سے نکال سکے اور اس کے بعد اصل کتاب کے ایک کالم میں عربی اور اس کے بالمقابل اردو ترجمہ۔ یہ مبارک کتاب ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیئے فرمایش آج ہی بھیجد یجئے۔ تاکہ طبع ثالث کا منتظر نہ رہنا پڑے۔ لکھائی چھپائی۔ دیدہ زیب کاغذ سفید۔ حجم ۱۱۰۰ صفحات۔ کتاب مجلد۔

قیمت ہر دو حصہ آٹھ روپے محصول ڈاک عہ کل لعہ

فیروز اللغات اردو

اس مبسوط لغات میں رائج الوقت اردو کے پچاس ہزار لفظوں محاوروں ضرب المثلوں کہاوتوں اور مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنے بتائے گئے ہیں۔ اور تقریباً وہ تمام عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت و انگریزی وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس وقت اردو تحریر اور تقریر میں مستعمل ہیں۔ چنانچہ ملکی۔ ادبی۔ اہل الرائے نے اسے زبان اردو میں ایک بینظیر اضافہ قرار دیا ہے ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر نے اسکاڈیڈیکیشن اپنے نام نامی پر منظور فرما کر پانسو روپیہ نقد کا اعلیٰ انعام محکمہ تعلیم سے مرحمت فرمایا ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ ہر دو حصے مجلد۔ حجم اٹھارہ سو صفحات۔ کوئی دفتر اور سکول و کالج وغیرہ اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ اور ہر ایک اردو دان کو اسکی سخت ضرورت ہے۔

قیمت ہر دو حصہ مجلد دس روپیہ عنہ

محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنے - (للعہ)۔

فیروز اللغات عربی

اسمیں سولہ ہزار سے زیادہ قدیم و جدید عربی الفاظ کے سلیس اور مشہور عام اردو معنے دیئے گئے ہیں۔ اور حسب ضرورت صلہ بلکہ ثلاثی مجرد کے ہر مصدر کا باب بھی تحریر ہے۔ طلباء و شائقین کے لئے نہایت کارآمد کتاب ہے۔ اور ہر ایک عربی خواں کو اس کی خریداری ضروری ہے۔ کتاب مجلد حجم ۶۰۴ صفحات لکھائی اور چھپائی نہایت اعلیٰ۔ قیمت تین روپے محصول ۸ر کل سے ؏

علم التجارت تجارت کرنے کو تو ہر ایک کا جی چاہتا ہے مگر جب تک اسکے متعلق کافی علم نہ ہو۔ فائدہ کی جگہ الٹا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کتاب میں اسقدر تجارتی معلومات دی گئی ہیں۔ کہ تاجروں کی دوکانپر برسوں کام کرنے سے شاید ہی مل سکیں۔ خرید و فروخت کے طریقے تاجروں کے اقوال بہی کھاتہ بک کیپنگ خط و کتابت وغیرہ سب کچھ اسمیں درج ہیں۔ قیمت عہ ملنے کا پتہ

مولوی فیروز الدین اینڈ سنز بیرون [illegible] لاہور

سلسلہ احمدیہ کی نئی اور دلچسپ کتابیں

سیرت المہدی

مولفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

نئے طرز اور نئے پیرایہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے وہ حالات درج کئے گئے ہیں۔ جن میں سے کثیر حصہ حیطہ تحریر میں پہلے کہیں نہیں آیا۔ کئی ایک ضروری مسائل اور اعتراضات کا ضمنی رنگ میں نہایت معقول پیرایہ میں حل بھی کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی حضرت اقدس کا شجرہ نسب اور فوٹو بھی ہے۔ تعداد تھوڑی ہے۔ جن احباب نے ابھی تک نہیں خریدی۔ وہ جلد منگالیں۔ قیمت مجلد عہ ۱۲ار بلا جلد عہ۔ تعداد صفحات ۲۰۸ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ ۔

احمدیہ پاکٹ بک

آریوں۔ دہریوں۔ عیسائیوں سکھوں اور غیر احمدیوں کے متعلق ۱۰۵۰ دلائل اور حوالجات جمع کئے گئے ہیں ایک چھوٹی سی لائبریری ہے۔ جس میں سینکڑوں کتابوں کے حوالجات اور دلائل منقول ہیں۔ چونکہ احمدی جماعت کا ہر ایک فرد مبلغ ہے۔ اس لئے پاکٹ بک کی ایک نہ ایک کاپی ہر ایک دوست کی جیب میں ہونی چاہیئے۔ صفحات ۳۲۰ مجلد عمدہ۔ قیمت عہ ۔

کلمۃ الحق

شیعہ سنی کا مباحثہ جو قریباً آٹھ دس ہزار کے مجمع میں ہوا۔ اور سنیوں کی طرف سے احمدی عالم حضرت حافظ روشن علی صاحب کو فتح نصیب ہوئی۔ اس میں ہر دو فریقین کے پرچے شائع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۶ر

درثمین و درثمین

اردو مکمل۔ بمع فوٹو حضرت صاحب۔ جو اس سال نہایت موزون تقطیع پر خوشخط چھپوائی ہے۔ حضرت اقدس کی تحریر کا عکس بھی ساتھ دیا ہے قیمت مجلد ۱۰ار بلا جلد ۷ر مجلد پر سنہری ٹھپہ بھی ہے ۔

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت اقدس کا مشہور لیکچر جو اب کی بار نہایت خوبصورت کر کے چھپوایا گیا ہے۔ قیمت اب بجائے ۱۳ار کے ۹ر کر دی ہے۔ مجلد ۱۲ار

چشمہ صداقت

حضرت مسیح موعود کی پر معارف تقریر جس میں ارکان اسلام کی فلاسفی اور تبلیغ احمدیت درج ہے۔ قیمت ۶ر

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کی عظیم الشان تصانیف

نور الدین

آریوں کی تردید میں زبردست تصنیف قیمت عہ مجلد عہ

تصدیق براہین احمدیہ ہر دو حصہ

آریوں کی تردید میں لیکھرام کے اعتراضات کا دندان شکن اور آریہ مذہب کے بڑے بڑے اصولوں کی حقیقت کو واضح کیا گیا ۔

قیمت بیجلد عہ۔ مجلد عا ۔

ابطال الوہیت مسیح

عیسائیوں کی تردید میں زبردست رسالہ قیمت ۳ر

فہرست کتب سلسلہ احمدیہ و ہر قسم کی کتب پتہ ذیل سے طلب کریں

کتاب گھر قادیان

اللّٰھم انت الشافی

جوہر شفاء ئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم میں خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت فی تولہ عہ۔ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔ پتہ

ایس۔ عزیز الرحمٰن قادر بخش انجنیر۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم خاصکر قبض کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اسلئے کم از کم اس کی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ شکایت دور ہو جائے گی۔ قیمت فی صد معہ محصول عہ ر

عزیز ہوٹل قادیان

ناطہ کی درخواست

ہمیں دو لڑکوں کے لئے جو برسر روزگار ہیں۔ رشتوں کی ضرورت ہے۔ آمدنی معقول کے علاوہ صاحب جائیداد ہیں۔ لڑکیاں تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہوں۔ مغل۔ شیخ۔ پٹھان قوموں کو ترجیح دی جائیگی۔ زیادہ حالات بذریعہ خط و کتابت دریافت کریں ۔ المشتہران۔

شیخ رحیم بخش الٰہی بخش بک سیلرز اینڈ پبلشرز احمدی گجرات پنجاب